عشرہ ذالحجہ وایام تشریق وقربانی کے فضائل ومسائل واحکام

الجامع والمرتب

محمد عمار مزمل القاسمی

خادم التدریس: المعہدی الخیری لتعلیم القرآن والسنۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عشرہ ذالحجہ وایام تشریق وقربانی کے فضائل ومسائل واحکام

الجامع والمرتب

محمد عمار مزمل القاسمی

خادم التدریس: المعہدی الخیری لتعلیم القرآن والسنۃ

نوٹ: دینی وشرعی مسائل کیلئے اس نمبر پر رابطہ کریں

موبائل نمبر: 6370713391

Mdammar6418@gmail.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عشرہ ذی الحجہ کے فضائل:

ذوالحجہ کے ابتدائی دس ایام بڑی فضیلت کے حامل ہیں، بعض مفسرین نے قرآنِ کریم کی سورہ فجر کی آیت کریمہ {ولیالٍ عشرٍ } کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس آیت میں جن دس راتوں کی قسم کھائی گئی ہے، اس سے مراد ذوالحجہ کی ابتدائی دس راتیں ہیں۔ ان ایام میں نیک اعمال کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور ان دنوں کی عبادت کی بہت زیادہ فضیلت احادیث میں بیان کی گئی ہے، چاہے یہ عبادات ذکر واذکار کی صورت میں ہوں، یا قیام اللیل کی صورت میں یا روزوں کی صورت میں۔ احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ذوالحجہ کے ابتدائی ایام میں ہردن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اجر رکھتا ہے، اور بطورِ خاص یومِ عرفہ (۹ ذوالحجہ) کے روزے کی یہ فضیلت بیان کی گئی ہے کہ اس دن کا روزہ ایک سال قبل اور ایک سال بعد کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

اس سلسلہ کی احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں:

چنانچہ ترمذی شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں کیے گئے اعمالِ صالحہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام ایام میں کیے گئے نیک اعمال سے زیادہ محبوب ہیں۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اگر ان دس دنوں کے علاوہ اللہ کی راہ میں جہاد کرے تب بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! تب بھی ان ہی ایام کا عمل زیادہ محبوب ہے، البتہ اگر کوئی شخص اپنی جان ومال دونوں چیزیں لے کر جہاد میں نکلا اور ان میں سے کسی چیز کے ساتھ بھی واپس نہ ہوا (یعنی شہید ہوگیا تو یہ افضل ہے)۔

(باب ماجاء في العمل في أيام العشر، ۳/۱۳۰ ط: دار إحياء التراث العربي بيروت)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ عرفہ کے دن کا روزہ رکھنے سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ معاف فرمادے۔

(جامع ترمذی باب ماجاء في فضل صوم يوم عرفة، ۳/۱۲۴ ط: دار إحياء التراث العربي، بيروت)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے نزدیک ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں کی عبادت تمام دنوں کی عبادت سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ ان ایام میں سے (یعنی ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں) ایک دن کا روزہ پورے سال کے روزوں اور رات کا قیام شب قدر کے قیام کے برابر ہے۔

(جامع ترمذی باب ماجاء في العمل في أيام العشر، ۳/۱۳۱ ط: دار إحياء التراث العربي، بيروت)

قربانی کے فضائل ومسائل واحکام

(۱) قربانی کی تعریف:

قربانی کے جانور کو عربی میں اُضحیہ، اِضحیہ (أضَاحِي)، ضحیة (ضحایا) اور اضحاۃ (اضحی) کہتے ہیں، لغت میں "اضحیہ" ہر اس جانور کا نام ہے، جسے قربانی کے دن ذبح کیا جاتا ہے، اس آخری لفظ کے اعتبار سے اس دن کو "یوم الاضحٰی" یعنی قربانی کا دن کہتے ہیں۔

اصطلاحی تعریف:

خاص عمر کے مخصوص جانور کو اللہ کا تقرب حاصل کرنے کی نیت سے مخصوص وقت میں مخصوص شرائط اور سبب کے ساتھ ذبح کرنے کو "اُضحیہ" کہتے ہیں۔

(لسان العرب، مادۃ ضحی ۳۰،۲۹/۸) (الھندیۃ، ج۵ ص۲۹۱، دار الفکر، بیروت)

(۲) قربانی کرنے کے فضائل اور قربانی نہ کرنے پر وعید:

قربانی کے فضائل:

(۱) وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلۡنَا مَنسَكًا لِّيَذۡكُرُوا اسۡمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّنۢ بَهِيمَةِ الۡأَنۡعَامِ الخ الآیۃ ترجمہ: ہم نے ہر امت کے لیے قربانی اس غرض کے لیے مقرر کی ہے کہ وہ اُن مویشیوں پر اللہ کا نام لیں، جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطاء فرمائے ہیں۔

(سورۃ الحج، آیت نمبر ۳۴)

(۲) عَنۡ عَائِشَةَ رضی الله عنها اَنَّ رَسُوۡلَ اللهِ صلی الله علیه و سلم قَالَ: مَا عَمِلَ آدَمِيٌّ مِنۡ عَمَلٍ يَوۡمَ النَّحۡرِ اَحَبَّ اِلَى اللهِ مِنۡ اِهۡرَاقِ الدَّمِ اَنَّهٗ لَتَاۡتِيۡ يَوۡمَ الۡقِيَامَةِ بِقُرُوۡنِهَا وَاَشۡعَارِهَا وَاَظۡلَافِهَا وَاِنَّ الدَّمَ يَقَعُ مِنَ اللهِ بِمَكَانٍ قَبۡلَ اَنۡ يَّقَعَ مِنَ الۡاَرۡضِ فَطِيۡبُوۡا بِهَا نَفۡسًا۔

(جامع الترمذی، باب ماجاء فی فضل الاضحیۃ، ۳/۴۹۵، رقم الحدیث 1493، ط: دار الحدیث قاہرہ)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یومِ نحر (دس ذوالحجہ) کو اللہ کے نزدیک خون بہانے (یعنی قربانی کرنے) سے زیادہ کوئی عمل محبوب نہیں، قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں سمیت آئے گا اور بے شک اس کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہوجاتا ہے، پس اس خوشخبری سے اپنے دلوں کو مطمئن کرلو۔

(۳) عَنۡ زَيۡدِ ابۡنِ اَرۡقَمَ رضی الله عنه قَالَ: قَالَ اَصۡحَابُ رَسُوۡلِ اللهِ صلی الله علیه و سلم يَارَسُوۡلَ اللهِ! مَا هٰذِهِ الۡاَضَاحِيُّ؟ قَالَ: سُنَّةُ اَبِيۡكُمۡ اِبۡرَاهِيۡمَ علیه السلام قَالُوۡا: فَمَا لَنَا فِيۡهَا يَارَسُوۡلَ اللهِ قَالَ: بِكُلِّ شَعۡرَةٍ حَسَنَةٌ قَالُوۡا: فَالصُّوۡفُ يَارَسُوۡلَ اللهِ قَالَ: بِكُلِّ شَعۡرَةٍ مِنَ الصُّوۡفِ حَسَنَةٌ۔

(سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث ۳۱۲۷، ۳/۵۳۱، باب ثواب الاضحیۃ، ط دار المعرفۃ بیروت)

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا: یارسول اللہ! یہ قربانی کیا ہے؟ (یعنی قربانی کی حیثیت کیا ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت (اور طریقہ) ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہمیں اس قربانی کے کرنے میں کیا ملے گا؟ فرمایا: ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے (پھر سوال کیا) یارسول اللہ! اون (کے بدلے میں کیا ملے گا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اون کے ہر بال کے بدلے میں نیکی ملے گی۔

(٣) قربانی نہ کرنے پر وعید:

عن أبی هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من كان له سعة ولم يضح فلا يقربن مصلانا۔

(ابن ماجہ، باب الاضاحی واجبۃ ام لا؟، رقم الحدیث ٣١٢٣، ٥٢٩ / ٣، ط دار المعرفۃ بیروت)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کو وسعت ہو اور وہ وسعت کے باوجود (قربانی کے ایام میں) قربانی نہ کرے، تو وہ ہمارے مصلی (عیدگاہ) کے قریب نہ آئے۔

(٤) قربانی کی تاریخ کی ابتداء:

جب سے آدم علیہ السلام اس دنیا میں تشریف لائے ہیں، اس وقت سے کسی حلال جانور کو اللہ تعالی کا تقرب حاصل کرنے کی نیت سے ذبح کرنے کی ابتداء ہوئی ہے۔ سب سے پہلی قربانی حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل نے کی تھی۔ ہابیل نے ایک مینڈھے کی قربانی پیش کی اور قابیل نے اپنے کھیت کی پیداوار سے کچھ غلہ وغیرہ صدقہ کر کے قربانی پیش کی، حسبِ دستور آسمان سے آگ نازل ہوئی، ہابیل کے مینڈھے کو کھالیا اور قابیل کی قربانی کو چھوڑ دیا۔ قربانی قبول ہونے یا نہ ہونے کی پہچان پہلے انبیاء علیہم السلام کے زمانہ میں یہ تھی کہ جس کی قربانی کو اللہ تعالی قبول فرماتے تو آسمان سے ایک آگ آتی اور اس کو جلا دیتی تھی۔

(سورۃ المائدۃ، الایۃ ٢٧) (تفسیر ابن کثیر، سورۃ المائدۃ، آیت نمبر ٢٧، الجزء السادس، المکتبۃ التجاریۃ) (التفسیر المظہری، سورۃ آل عمران، آیت نمبر ١٨٣، اشاعت العلوم)

(٥) قربانی میں نیت کا درست ہونا ضروری ہے:

قربانی کا جانور ذبح کرنا عبادت ہے، اور عبادت میں نیت کا خالص ہونا ضروری ہے، اور اللہ رب العزت کی بارگاہ میں قربانی وہی مقبول ہوتی ہے، جس کا مقصد خالصتاً اللہ کی رضا وخوشنودی اور اس کا قرب حاصل کرنا ہو، اس لیے قربانی کا جانور خریدتے وقت ہی اپنی نیت کو درست کرلیا جائے، کیونکہ ریاکاری، دکھلاوے سے قربانی کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔ قربانی کے متعلق اللہ رب العزت کا فرمان ہے کہ "اللہ کے پاس قربانی کے جانور کا گوشت پہنچتا ہے نہ ہی اس کا خون، البتہ اس کے پاس تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

(سورۃ الحج، آیۃ، ٣٧)

لہذا محلے داروں یا رشتے داروں کو دکھانے کے لیے بڑا جانور خریدنا، یا اس لئے قربانی کرنا کہ اگر میں نے قربانی نہیں کی، تو لوگ میرے بارے میں کیا کہیں گے، یا اس نیت سے مہنگا جانور خریدنا کہ میرے بچے خوش ہو جائیں گے، یاد رکھیے! ان اعمال سے قربانی اور پیسے تو ضائع ہو ہی جائیں گے، البتہ آخرت میں غیر اللہ کے لیے عمل کرنے پر سخت پکڑ اور عذاب کا اندیشہ بھی ہے۔

(مشکوٰۃ شریف، ٤٥٥، ٤٤٥، باب الریاء والسمعۃ)

(٦) قربانی کے ایام میں قربانی کے بجائے صدقہ کرنے کا فلسفہ شریعت کے بالکل خلاف ہے۔ قربانی کے ایام میں اللہ کو قربانی کے جانور کا خون بہانے سے زیادہ کوئی عمل پسندیدہ نہیں ہے، لہذا قربانی کے ایام میں جانور کو اللہ کی راہ میں قربان کرنا واجب ہے، اس کے بدلہ میں رقم صدقہ کرنا یا کسی کی امداد کر دینا کافی نہیں، ان چیزوں کے کرنے سے قربانی کا وجوب ختم نہیں ہوگا، بلکہ قربانی نہ کرنے کا گناہ ہوگا۔

(الفتاویٰ الھندیۃ: ٢٩٣ / ٥، کتاب الاضحیہ، ط: دار الفکر، بیروت)

(٧) قربانی کس پر واجب ہے؟

جس عاقل، بالغ، مقیم، مسلمان مرد یا عورت کی ملکیت میں قربانی کے ایام میں قرض کی رقم منہا کرنے بعد ساڑھے سات تولہ سونا، یا ساڑھے باون تولہ چاندی، یا اس کی قیمت کے برابر رقم ہو، یا تجارت کا سامان، یا ضرورت سے زائد اتنا سامان موجود ہو، جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو، موجودہ اوزان کے اعتبار سے ٦١٢ / گرام اور ٣٦٠ / ملی گرام چاندی ہے۔ یا اور اگر ان میں سے کوئی ایک چیز یا ان پانچ چیزوں میں سے بعض کا مجموعہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو، تو ایسے مرد وعورت پر قربانی واجب ہے۔

(الشامی، ٦ / ٣١٢، کتاب الاضحیۃ، سعید)

(٨) کیا عورت پر قربانی واجب ہے؟

اگر عاقل، بالغ، مقیم عورت صاحب نصاب ہو، یا اس کی ملکیت میں ضرورت سے زائد اتنی چیزیں ہوں کہ ان کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو، تو ایسی عورت پر قربانی واجب ہے۔

(الشامی، ٦ / ٣١٢، کتاب الاضحیۃ، سعید)

(٩) قربانی میں کون کون سے جانور ذبح کیے جاسکتے ہیں؟

قربانی کے جانوروں کی تعیین شرعی سماعی ہے، قیاس کو اس میں دخل نہیں ہے اور شریعت مقدسہ سے صرف تین قسم کے جانوروں کی قربانی ثابت ہے۔ (١) اونٹ نر و مادہ۔ (٢) بکرا، بکری، مینڈھا، بھیڑ، دنبہ نر و مادہ۔ (٣) گائے، بھینس نر و مادہ۔

(الھندیۃ، ٢٩٧ / ٥، کتاب الاضحیۃ، الباب الخامس فی بیان محل اقامۃ الواجب، دار الفکر)

(١٠) قربانی کے جانور کی عمریں:

شریعتِ مطہرہ میں جانور کی قربانی درست ہونے کے لیے ایک خاص عمر متعین ہے، یعنی: بکرا، دنبہ، بھیڑ، مینڈھا کی عمر کم از کم ایک سال۔ گائے، بھینس، بیل کی عمر کم از کم دو سال۔ اونٹ، اونٹنی کی عمر پانچ سال پورا ہونا ضروری ہے۔ دنبہ اور بھیڑ وغیرہ اگر چھ مہینے کا ہوجائے، لیکن وہ صحت اور فربہ ہونے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو، تو اس کی قربانی بھی درست ہوگی۔ اگر یقینی طور پر معلوم ہو کہ ان جانوروں کی اتنی عمریں ہوگئیں ہیں، مثلاً: جانور کو اپنے سامنے پلتا بڑھتا دیکھا ہو اور ان کی عمر بھی معلوم ہو، تو ان کی قربانی درست ہے، پکے دانت نکلنا ضروری نہیں، بلکہ مدت پوری ہونا شرط ہے، تاہم آج کل چونکہ فساد کا غلبہ ہے، اس لیے صرف بیوپاری کی بات پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا، اس لیے احتیاطاً دانت کو عمر معلوم کرنے کے لیے علامت کے طور پر مقرر کیا گیا ہے، دانتوں کی علامت ایسی ہے کہ اس میں کم عمر کا جانور نہیں آسکتا، ہاں زیادہ عمر کا آنا ممکن ہے، یعنی تجربے سے یہ بات ثابت ہے کہ مطلوبہ عمر سے پہلے جانور کے دو دانت نہیں نکلتے ہیں، لہذا اگر جانور کی عمر یقینی طور پر معلوم نہ ہو، تو جانور کی عمر کی تعیین کرنے کے لیے دانتوں کو ہی معیار بنالینا چاہیے۔

(الفتاوی الھندیۃ، ٥/٢٩٧، کتاب الاضحیۃ، الباب الخامس فی بیان محل اقامۃ الواجب، دار الفکر)

(۱۱) قربانی کتنے دنوں تک کرسکتے ہیں؟

ذی الحجہ کی دسویں تاریخ سے لے کر بارہویں تاریخ کی شام (آفتاب غروب ہونے سے پہلے) تک قربانی کا وقت ہے، ان دنوں میں جب چاہے، قربانی کرسکتا ہے، لیکن ان میں سے پہلا دن افضل ہے، اس کے بعد گیارہویں تاریخ، پھر بارہویں تاریخ۔ جہاں عید کی نماز پڑھی جاتی ہو، وہاں پر قربانی کا وقت (۱۰) ذی الحجہ کو عید کی نماز کے بعد شروع ہوتا ہے، جب کہ دیہات میں جہاں جمعہ وعیدین واجب نہ ہوں، (۱۰) ذی الحجہ کو فجر کی نماز کے بعد قربانی کی جاسکتی ہے۔

(الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب الثالث فی وقت الاضحیۃ، ۲۹۵/۵، دار الفکر)

(۱۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور اپنے کسی مرحوم یا زندہ شخص کی طرف سے قربانی کرنا:

اگر کسی کے پاس گنجائش ہو، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، بزرگان دین، والدین، فوت شدہ یا زندہ شخص کی طرف سے اُن کو ثواب پہنچانے کے لیے قربانی کرنا جائز ہے، اور ایک شخص بڑے جانور میں پورے ایک حصے یا چھوٹے جانور کا ثواب ایک یا کئی افراد کو پہنچا سکتا ہے، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے زیادہ حقدار ہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی تمام امت مسلمہ کی طرف سے مینڈھے کی قربانی کی تھی، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے صدقے اللہ رب العزت نے ہمیں ہدایت بخشی اور گمراہی سے بچایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایصال ثواب کرنا گویا ایک طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شکریہ ادا کرنا ہے۔

(شامی ۲۴۴/۲ ط: دار الفکر بیروت)

(۱۳) قربانی کے ایام میں قربانی نہ کرسکا، تو کیا کرے؟

اگر کسی شخص پر قربانی واجب ہو، اور قربانی کے تین دن گزر گئے، لیکن اس نے قربانی نہیں کی، تو اب ایک بکری یا بھیڑ کی قیمت صدقہ کردے، اور اگر جانور خرید لیا تھا، مگر کسی وجہ سے قربانی نہیں کرسکا، تو بعینہ وہی جانور صدقہ کرنا ضروری ہے۔

(بدائع الصنائع، ۶۸/۵ ط: سعید)

(۱۴) نماز عید سے پہلے قربانی کرنا:

شہر میں جہاں جمعہ وعیدین کی نماز ہوتی ہو، وہاں نماز عید سے قبل قربانی کا جانور ذبح کرنا درست نہیں ہے، لیکن اگر پورے شہر میں کسی ایک جگہ بھی عید کی نماز ہوگئی ہو، تو اس کے بعد قربانی کرنا درست ہے، اگرچہ اس کے محلے کی مسجد میں عید کی نماز نہ ہوئی ہو، البتہ جہاں عید کی نماز نہ ہوتی ہو، جیسے گاؤں، دیہات وغیرہ، تو وہاں فجر کا وقت داخل ہونے کے بعد بھی قربانی کرسکتے ہیں۔

(البحر الرائق، ۱۷۵/۸ ط: سعید)

(۱۵) ذبح کرتے وقت اور ذبح کے بعد کی دعائیں:

قربانی کے جانور کو قبلہ رخ لٹانے کے بعد یہ آیت پڑھنا بہتر ہے: "اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ" "اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ۔" پھر اس کے بعد یہ دعا پڑھیں: "اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ" اور پھر "بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہ کر ذبح کردیں جانور کو ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھنی چاہیے: اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِكَ مُحَمَّدٍ وَخَلِیْلِكَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ۔

نوٹ: واضح رہے کہ ذبح کے وقت مذکورہ دعائیں پڑھنا بہتر ہے، ضروری نہیں، اگر کسی نے صرف "بسم اللہ اللہ اکبر" کہ کر جانور ذبح کردیا، تو قربانی ہوجائے گی اور جانور حلال ہوجائے گا۔

(سورۃ الانعام، آیت نمبر ۷۹-۱۶۲) (بدائع الصنائع، ۶۰/۵، قبیل فصل اما بیان ما یحرم اکلہ، ط سعید)

(۱۶) ذبح کرنے کا مسنون طریقہ:

ذبح کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ جانور کو قبلہ رخ لٹا کر، ذبح کرنے والا خود بھی قبلہ رخ ہو۔ پھر "بسم اللہ، اللہ اکبر" پڑھتے ہوئے جانور کے حلق اور لبہ کے درمیان تیز چھری چلائیں، یہاں تک کہ چار رگیں یعنی دو بڑی رگیں، جن کے ذریعہ دل سے سر کی جانب خون کی سپلائی ہوتی ہے، اور ایک خوراک کی نرم نالی اور ایک سانس کی نالی یہ چاروں یا ان میں سے تین کٹ جائیں۔ گردن کو پورا کاٹ کر الگ نہ کیا جائے، نہ ہی حرام مغز تک کاٹا جائے، بلکہ "حلقوم" اور "مری"، یعنی سانس کی نالی اور اس کے اطراف کی خون کی رگیں جنہیں "اَوداج" کہا جاتا ہے، کاٹ دی جائیں، اس طرح جانور کو شدید تکلیف بھی نہیں ہوتی اور سارا نجس خون بھی نکل جاتا ہے۔ جب قربانی کا جانور قبلہ رخ لٹائے تو پہلے درج ذیل آیت پڑھنا بہتر ہے: ش۔ اور ذبح کرنے سے پہلے درج ذیل دعا اگر یاد ہو تو پڑھ لے: "اللّٰھم منك ولك" پھر "بسم اللہ اللہ اکبر" کہہ کر ذبح کرے، اور ذبح کرنے کے بعد اگر درج ذیل دعا یاد ہو تو پڑھ لے: "اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِكَ مُحَمَّدٍ وَخَلِیْلِكَ إِبْرَاهِیْمَ علیهما السلام" اگر کسی اور کی طرف سے ذبح کر رہا ہو تو "مِنِّیْ" کی جگہ "مِنْ" کے بعد اس شخص کا نام لے لے۔

(صحیح مسلم: ۱۵۵۷/۳، ۱۵۵۶)

(الهندیه، كِتَابُ الذَّبَائِحِ وَفِیهِ ثَلَاثَةُ أَبْوَابٍ، الْبَابُ الْأَوَّلُ فِي رُكْنِهِ وَشَرَائِطِهِ وَحُكْمِهِ وَأَنْوَاعِهِ، 287-5/285، دار الفکر)

(۱۷) ذبح کرتے وقت "بسم اللہ اللہ اکبر" کہنا:

ذبح کرنے کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ "بسم اللہ أللہ أکبر" کہ کر ذبح کرے، البتہ اگر ذبح کرنے والے نے "بسم اللہ"، "سبحان اللہ"، الحمدللہ" یا "اللہ اکبر" کہہ دیا، تو اس صورت میں بھی قربانی درست ہوجائے گی۔

(الدر مع الرد: ۳۰۱/۶، کتاب الذبائح، ط: سعید)

(۱۸) حلال جانور کے سات ممنوع اجزاء:

واضح رہے کہ حلال جانور کے جسم کے مندرجہ ذیل سات اعضاء کھانا ممنوع ہیں:

(۱، ۲): نر اور مادہ کی پیشاب گاہیں (۳): کپورے (۴): غدود (جلد اور گوشت کے درمیان ایک سخت گوشت کا ٹکڑا ہوتا ہے، جو بیماری کی وجہ سے بنتا ہے، اردو میں اسے گلٹی اور گانٹھ بھی کہا جاتا ہے) (۵): مثانہ (۶): پتہ (۷): بہتا ہوا خون اور بعض فقہاء کے نزدیک ان سات اعضاء کے ساتھ حرام مغز بھی (دودھ کی طرح سفید ڈوری جو پیٹھ کی ہڈی کے اندر کمر سے لیکر گردن تک ہوتی ہے) ممنوع ہے۔

(الشامیۃ، ۷۴۹/۶، مسائل شتی، ط سعید)

(١٩) قربانی کے گوشت کا حکم:

قربانی کے گوشت میں بہتر طریقہ یہ ہے کہ تین حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ اپنے گھر والوں کے لئے رکھ لے، دوسرا حصہ اپنے اقرباء اور رشتہ داروں میں تقسیم کردے، اور تیسرا حصہ فقراء اور محتاجوں کو دیدے، البتہ یہ تقسیم واجب اور ضروری نہیں ہے، اگر قربانی کرنے والے کے اہل وعیال زیادہ ہوں، اور گوشت کی اس کو خود ضرورت ہو، تو پورا گوشت گھر میں بھی استعمال کرسکتا ہے، اس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

(ھندیۃ٣٠٠/٥ط:رشیدیہ)

(٢٠) قربانی کے جانور کے خون کا حکم:

ذبح کرتے وقت جو خون جانور کی رگوں سے بہتا ہوا نکلتا ہے، وہ خون ناپاک ہے، اگر بدن یا کپڑوں پر لگ جائے، تو اس کو بھی ناپاک کردے گا، البتہ جو خون جانور کے گوشت میں لگا رہ جاتا ہے، وہ پاک ہے، اس سے کپڑے ناپاک نہیں ہوتے۔

(الدر مع الرد، ٣١٩/١، ط:سعید)

(٢١) صاحبِ نصاب شخص کا ایامِ عید میں انتقال ہونے کی صورت میں قربانی کا حکم:

اگر کسی صاحبِ نصاب شخص نے قربانی کے لیے جانور خریدا، اور قربانی کے ایام میں جانور ذبح کرنے سے پہلے اس شخص کا انتقال ہوگیا، تو وہ جانور مرحوم کے ترکہ میں شمار ہوجائے گا اور تمام ورثاء کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہیں تو مرحوم کے ایصالِ ثواب کے لیے اس جانور کی قربانی کریں یا اس کو وراثت میں تقسیم کریں۔ واضح رہے کہ اس جانور کو مشترکہ طور پر قربانی میں ایصالِ ثواب کرنے کی صورت میں تمام ورثاء کا دلی طور پر رضامند ہونا اور بالغ ہونا شرط ہے، نابالغ ورثاء کی اجازت معتبر نہیں ہوگی۔

(الھندیۃ، کتاب الاضحیۃ، الباب الاول، ٢٩٣/٥، دارالفکر)

(٢٢) میت کی طرف سے قربانی کرنا:

اگر استطاعت ہو تو میت کی طرف سے قربانی کرنا جائز، بلکہ مستحسن ہے، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہر میت کے لیے الگ الگ حصہ رکھنا ضروری ہے، ایک حصہ ایک سے زیادہ مرحومین کے لیے کافی نہیں ہے، البتہ اپنی طرف سے ایک نفلی قربانی کر کے اس کا ثواب ایک سے زائد مرحومین کو بخش سکتے ہیں، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پوری امت کی طرف سے ایک مینڈھا قربان کیا تھا۔ اگر کسی کی گنجائش ہو، تو مردوں کو ثواب پہنچانے کے لیے قربانی کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے، کیونکہ یہ بڑی فضیلت اور ثواب کا کام ہے، اور یہ عمل ان شاء اللہ مُردوں کے دفع عذاب اور رفع درجات کا باعث بنے گا۔

(مسلم شریف، مشکوۃ ص:١٢٧، ط:قدیمی)

(٢٣) مرحوم کے ایصال ثواب کے لیے صدقہ افضل ہے یا قربانی؟

ایام قربانی میں مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے پیسہ یا کوئی اور چیز صدقہ کرنے سے بہتر قربانی کرنا ہے، کیوں کہ حدیث شریف کے مطابق ان دنوں میں سب سے زیادہ محبوب عمل جانور کو قربان کرنا ہے۔

(مشکوۃ المصابیح، ١٢٧ط:قدیمی)

(٢٤) قربانی کے جانور کو وزن کے حساب سے خریدنا:

جانور کو وزن کر کے خریدنا اور بیچنا شرعاً جائز ہے، بشرطیکہ متعین جانور کا فی کلو کے حساب سے نرخ طے کرلیا گیا ہو، نیز جانور کا وزن کرنے کے بعد اس کی قیمت بھی متعین کرلی گئی ہو، جس کی صورت یوں ہوگی کہ خریدار کو مثلاً ایک بکرے کی ضرورت ہے، تاجر کے پاس جا کر وہ بکروں میں سے ایک بکرا منتخب کرلیتا ہے اور تاجر اس کو بتادیتا ہے کہ اس بکرے کی قیمت پچاس روپے فی کلو ہے اور اس بکرے کو خریدار کے سامنے وزن کر کے بتادیتا ہے کہ مثلاً یہ بیس کلو کا ہے، اب اگر خریدار اس کو قبول کرلے، تو بیع منعقد ہوجائے گی اور اس طرح کی گئی خرید وفروخت شرعاً جائز ہے۔

(کذافی حاشیہ فتاویٰ عثمانی، ج٣ص٩٩، مکتبہ معارف القرآن، کراچی)

(٢٥) قربانی کی کھال کا حکم:

قربانی کی کھال فروخت کرنے سے پہلے خود بھی استعمال کرسکتا ہے، اور مالداروں کو بھی ہدیہ کے طور پر دے سکتا ہے، اور فقراء و مساکین پر بھی صدقہ کرسکتا ہے، لیکن اگر کھال روپیہ پیسوں کے عوض فروخت کردی، خواہ کسی نیت سے فروخت کی ہو، اس رقم کا صدقہ کردینا واجب ہوجاتا ہے، اور اس کا مصرف صرف فقراء ومساکین ہی ہیں۔

(الشامی، ٣٢٨/٦، سعید)

(٢٦) جانور کی کھال کا مصرف:

قربانی کے جانور کی کھال کو صدقہ کرنا افضل ہے، البتہ اگر خود استعمال کرنا چاہے، تو اس کی بھی اجازت ہے، چاہے مالدار ہو یا فقیر، لیکن اگر کھال فروخت کردی، تو اس کی رقم اپنے استعمال میں نہیں لاسکتا، بلکہ اس کو فقراء پر صدقہ کرنا واجب ہے، نیز کھال یا کھال کی رقم قصائی یا مزدور کو مزدوری میں دینا بھی جائز نہیں ہے۔

(ھندیۃ، ٣٠١/٥، ط:سعید)

(٢٧) قربانی کرنے والے کا بال اور ناخن نہ کاٹنا:

قربانی کرنے والے کے لیے مستحب یہ ہے کہ اگر ناخن اور بال کاٹے ہوئے چالیس دن نہ ہوئے ہوں، تو یکم ذی الحجہ سے قربانی کا جانور ذبح ہونے تک اپنے جسم کے ناخن اور بال نہ کاٹے۔ "مستحب" کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ کام کرلیا جائے، تو ثواب ہے اور نہ کیا جائے تو کوئی گناہ نہیں ہے، لہذا اگر کوئی ایسا نہ کرے، تو اس کو ملامت اور طعن وتشنیع کرنا صحیح نہیں ہے۔

(جامع الترمذی، باب ترک اخذ الشعر لمن اراد ان یضحی، ٥١١/٣، رقم الحدیث ١٥٢٣، ط:دارالحدیث قاہرہ)

(٢٨) رات کو قربانی کا جانور ذبح کرنا:

اگر رات میں روشنی کا اچھا انتظام ہو اور کسی غلطی کا اشتباہ نہ رہے، تو رات کو بھی قربانی کا جانور ذبح کرنا درست ہے۔

(بدائع الصنائع فصل اما وقت الوجوب، ٦٥/٥، ط:سعید)

(٢٩) گولی مار کر ذبح کرنا:

جانور کو پستول سے گولی مار کر اس لئے گرانا، تاکہ اسے باندھنے اور لٹانے کی زحمت نہ اٹھانی پڑے، مکروہ ہے، البتہ اگر جانور ایسا مست ہو کہ کسی صورت اس کو قابو نہ کیا جاسکتا ہو، تو ایسی مجبوری کی صورت میں جانور کو گولی مار کر گرا سکتے ہیں، بشرطیکہ جانور کے مرنے سے پہلے اسے شرعی طریقے پر ذبح کرلیا جائے۔

(فتاویٰ رحیمیہ، ٦٧/١٠ کتاب الذبائح)

(۳۰) تمام حصہ داروں کے لئے "بسم اللہ" کہنا:

قربانی کرتے وقت ایک جانور میں جتنے بھی حصہ دار شریک ہوں، ان تمام حصہ داروں کے لئے جانور کو ذبح کرتے وقت ''بسم اللہ'' کہنا ضروری نہیں ہے، صرف ذبح کرنے والے اور اس کے ساتھ چھری پر یا ذبح کرنے والے کے ہاتھ پر وزن رکھنے والوں پر ''بسم اللہ'' کہنا ضروری ہے، البتہ جانور کے ہاتھ پاؤں پکڑنے والوں پر ''بسم اللہ'' کہنا ضروری نہیں ہے۔

(الفتاویٰ الھندیۃ، الباب السابع، ۳۰۴/۵، ط: رشیدیہ)

(۳۱) دوسرے ملک میں مقیم شخص کی طرف سے قربانی کرنا:

جس شخص پر قربانی واجب ہے، اگر وہ قربانی کے لیے کسی کو دوسرے ملک میں وکیل بنائے، تو اس صورت میں قربانی کے درست ہونے کے لیے ضروری ہے کہ جس دن قربانی کی جائے، وہ دن دونوں ممالک میں قربانی کا مشترکہ دن ہو، ورنہ قربانی درست نہیں ہوگی۔

(بدائع الصنائع: ۷۴/۵ ط: سعید)

(۳۲) قربانی کے شرکاء میں سے کسی شریک کا ایک سے کم حصہ ہونا:

کسی بھی بڑے جانور میں زیادہ سے زیادہ سات افراد تک شریک ہوسکتے ہیں، بشرطیکہ کسی شریک کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو، لہذا اگر کوئی شریک ایک حصہ سے کم مثلاً آدھا یا تہائی وغیرہ حصہ میں شریک ہوا، تو قربانی درست نہیں ہوگی۔

(البحرالرائق: ۱۷۴/۸، ط: سعید)

(۳۳) سود یا حرام کمائی والے کو قربانی میں شریک کرنا:

قربانی میں اگر کوئی ایک شریک ایسا ہو، جس کا ذریعہ آمدنی صرف حرام ہو یا اس کی غالب آمدنی حرام ہو، تو شرکاء میں سے کسی کی بھی قربانی درست نہیں ہوگی، اس لیے حرام آمدنی والے کو قربانی میں شریک نہ کیا جائے، البتہ اگر وہ شخص کسی سے ادھار رقم لیکر قربانی میں حصہ ڈالے گا، تو اس کو قربانی میں شریک کرنا جائز ہے۔

(شامی، ۳۲۶/۶ ط: سعید)

(۳۴) قربانی کا جانور گم ہوجائے یا مرجائے تو کیا حکم ہے؟

اگر صاحبِ نصاب آدمی نے قربانی کے لیے جانور خریدا اور جانور قربانی سے پہلے مرگیا یا گم ہوگیا، تو اس صورت میں اس شخص پر دوسری قربانی کرنا واجب ہے۔ اور اگر جانور خریدنے والا صاحبِ نصاب نہ ہو اور اسکا جانور قربانی سے پہلے مرگیا یا گم ہوگیا تو اس پر دوسری قربانی واجب نہیں ہے۔

(بدائع الصنائع، ۶۶/۵، ط سعید)

(۳۵) قرض لے کر قربانی کرنا:

اگر قربانی کسی پر فرض ہو، اور اس کے پاس نقد رقم موجود نہ ہو، تو اس کو قرض لے کر قربانی کرنا ضروری ہے، لیکن اگر قربانی فرض نہ ہو، تو قرض لے کر قربانی کرنے کی ضرورت نہیں ہے، شریعت بندوں کو ایسی چیز کا مکلف نہیں بناتی، جو ان کی استطاعت میں نہ ہو۔ البتہ اگر کسی نے قرض لے کر قربانی کرلی، تو قربانی ادا ہوجائے گی، اور اس کا ثواب بھی ملے گا۔

(ھندیۃ، ۲۹۲/۵ ط: رشیدیہ)

(۳۶) بالغ اولاد کی طرف سے قربانی کرنا:

قربانی صرف اپنی طرف سے کرنا واجب ہے، اپنی بالغ اولاد کی طرف سے کرنا واجب نہیں ہے، اگر بالغ اولاد صاحبِ نصاب ہے، تو وہ خود اپنی طرف سے قربانی کرے، یا باپ کو اپنی طرف سے قربانی کرنے کی اجازت دیدے، تو باپ بالغ اولاد کی اجازت سے ان کی طرف سے قربانی کرسکتا ہے، ورنہ نہیں۔

(الھندیۃ، ۲۹۳/۵، دارالفکر) (بدائع الصنائع فصل اما کیفیۃ الوجوب، ۶۷/۵ ط سعید)

(۳۷) نابالغ اولاد کی طرف سے قربانی کرنا:

باپ پر اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے قربانی کرنا لازم نہیں ہے، البتہ اگر کسی نے اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے قربانی کرلی، تو ثواب ملے گا، اور اگر نہیں کی تو کوئی گناہ نہیں ہے۔

(فتاویٰ قاضی خان، ۳۴۵/۳ ط: ماجدیہ)

(۳۸) قربانی کے جانور میں دعوت کی نیت کرنا:

قربانی کے جانور میں اگر تقرب الی اللہ کی کوئی بھی نیت ہو، جیسے: عقیقہ، ولیمہ، تو اس نیت سے قربانی پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اگر صرف گوشت حاصل کرنے کی نیت ہو، تو قربانی صحیح نہیں ہوگی۔

(الھندیة، کتاب الاضحیة، الباب الثامن فیما یتعلق بالشرکة فی الضحایا، ۳۰۴/۵، دار الفکر)

(۳۹) خصی جانور:

خصی جانور کی قربانی کرنا بلاشبہ جائز ہے، اس میں کسی قسم کی کوئی کراہت نہیں ہے، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود خصی جانور کی قربانی فرمائی ہے، جس سے ثابت ہوا کہ خصی جانور کی قربانی کرنا افضل ہے۔

(ھندیۃ، ۲۹۹/۵، ط: رشیدیۃ)

(۴۰) اوجھڑی حلال ہے؟

حلال جانوروں کی اوجھڑی کھانا جائز ہے۔

(الدر مع الرد، ۷۴۹/۶، ط: سعید)

(۴۱) قربانی کے جانور کے دودھ کا حکم:

قربانی کے جانور کا دُودھ نکالنا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے ایسا کرلیا، تو دُودھ یا اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔

(الفتاویٰ الھندیۃ: ۳۰۱/۵، ط: رشیدیہ)

(۴۲) جانور کے ہار، گھنگرو، تاج اور رسی وغیرہ کا حکم:

قربانی کے جانور کو خریدتے وقت جو ہار، گھنگرو، تاج اور رسی وغیرہ جانور کے ساتھ آئے، ان کو صدقہ کرنا مستحب ہے، لیکن اگر ان کو فروخت کردیا، تو ان کی قیمت صدقہ کرنا واجب ہے۔ البتہ جو چیزیں (ہار، گھنگرو، تاج، رسی وغیرہ) جانور کے لیے مالک نے بعد میں خریدی ہوں، تو قربانی کے بعد ان کو فروخت کرنے کی صورت میں اس رقم کو صدقہ کرنا واجب نہیں ہے۔

(ھندیۃ، ۳۰۰/۵، ط: رشیدیۃ)

(۴۳) ذبح کی تیاری کرتے وقت عیب پیدا ہوجائے:

اگر ذبح کی تیاری کرتے وقت جانور میں کوئی عیب پیدا ہوجائے، تو ایسے جانور کی قربانی درست ہے۔

(الفتاویٰ الھندیہ، ۵/۲۹۹، ط: رشیدیہ)

(۴۴) کمزور اور لاغر جانور کی قربانی:

واضح رہے کہ دبلے جانور کی قربانی درست ہے، البتہ ایسا دُبلا اور لاغر جانور جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو، یا وہ خود چل کر ذبح کی جگہ تک نہ جاسکتا ہو تو ایسے کمزور اور لاغر جانور کی قربانی جائز نہیں ہے۔

(الدر مع الرد، ۶/۳۲۳، ط: سعید)

(۴۵) خارش زدہ جانور کی قربانی:

خارش زدہ جانور کی قربانی درست ہے، لیکن اگر خارش کی وجہ سے جانور بالکل کمزور ہوگیا ہو یا خارش کا اثر کھال سے گزر کر گوشت تک پہنچ گیا ہو، تو اس کی قربانی درست نہیں ہے۔

(الدر مع الرد، ۶/۳۲۳، ط: سعید)

(۴۶) بھینگا، اندھا اور کانا جانور:

بھینگے جانور کی قربانی کرنا درست ہے، البتہ اندھے اور کانے جانور کی قربانی درست نہیں ہے۔

(شامی، ۶/۳۲۳، کتاب الاضحیۃ ط: سعید)

(۴۷) ٹوٹے ہوئے سینگ والا جانور:

اگر کسی جانور کے سینگ ٹوٹ گئے، تو اس کی قربانی درست ہے، البتہ اگر سینگ جڑ سے اکھڑ جائے، تو قربانی درست نہیں ہوگی۔

(ھندیۃ، ۵/۲۹۷، الباب الخامس فی بیان محل اقامۃ الواجب، ط: رشیدیۃ)

(۴۸) باؤلا جانور:

باؤلے جانور کی قربانی کرنا جائز ہے، البتہ اگر وہ اپنے باؤلے پن کی وجہ سے کھا پی نہ سکتا ہو، تو اس کی قربانی درست نہیں ہے۔

(ھندیۃ، ۵/۲۹۸، الباب الخامس ط: رشیدیہ)

(۴۹) بانجھ جانور:

جانور کا بانجھ ہونا قربانی کے لئے عیب نہیں ہے، اس لئے بانجھ جانور کی قربانی کرنا جائز ہے، بلکہ بسا اوقات بانجھ جانور خوب موٹا تازہ ہوتا ہے، اور اس کا گوشت بھی عمدہ ہوتا ہے، اس لئے اس کی قربانی کرنا جائز ہے۔

(ردالمحتار، ۶/۳۲۵، ط: سعید)

(۵۰) تھن کٹا ہوا جانور:

اگر جانور کا تھن نہیں ہو یا تھن کٹا ہوا ہو یا اس طرح زخمی ہو کہ بچے کو دودھ پلا نا ممکن نہ ہو، تو ایسے جانور کی قربانی درست نہیں ہے۔

(ھندیۃ، ۵/۲۹۸، الباب الخامس ط: رشیدیہ)

(۵۱) لنگڑا جانور:

اگر جانور اس قدر لنگڑا ہو کہ تینوں پاؤں زمین پر رکھ کر چلتا ہو، اور چلنے میں چوتھے پاؤں کا سہارا بھی لیتا ہو، تو اس جانور کی قربانی درست ہے، لیکن اگر جانور کا لنگڑا پن اس قدر زیادہ ہو کہ صرف تین پاؤں سے چلتا ہو، اور چوتھا پاؤں زمین پر نہیں رکھ سکتا ہو یا پاؤں زمین پر رکھتا ہو، لیکن اس پر اپنے جسم کا وزن نہیں ڈال سکتا ہو، تو اس جانور کی قربانی درست نہیں ہے۔

(شامی، ۶/۳۲۳، ط: سعید)

(۵۲) اجتماعی قربانی میں گوشت کی تقسیم کا طریقہ کار:

ایک جانور میں کئی حصہ دار شریک ہوں، تو آپس میں گوشت وزن کر کے تقسیم کرنا ضروری ہے، اندازہ سے تقسیم نہ کیا جائے، اگر چہ حصہ دار ایک دوسرے کے لیے زیادتی کو حلال قرار دے دیں، اس لیے کہ اگر حصوں میں کمی بیشی ہوگی، تو سود ہوجائے گا، اور سود لینا، دینا اور کھانا سب حرام ہے، البتہ اگر گوشت کی تقسیم کرتے وقت قربانی کے جانور کے دیگر اعضاء مثلاً کلہ، پائے، کلیجی وغیرہ کو بھی گوشت کے ساتھ رکھ کر تقسیم کرلیا جائے، اور ہر ایک کے حصے میں ان چیزوں میں سے کچھ نہ کچھ آجائے، تو پھر تول کر تقسیم کرنا لازم نہیں ہوگا، بلکہ اندازے سے کمی بیشی کے ساتھ تقسیم کرنا بھی جائز ہوگا۔

(ھندیۃ: ۵/۳۵۳، ط: دارالفکر بیروت)

(۵۳) چھری ایک سے زائد شخص کے ہاتھ میں ہو:

چھری ایک سے زائد شخص ایک ساتھ پکڑ کر چلا رہے ہوں تو تمام چھری چلانے والوں پر بسم اللہ اللہ اکبر کہنا فرض ہوگا؟ بسم اللہ اللہ اکبر کہنا صرف چھری چلانے والے پر ضروری ہے، جانور کے ہاتھ پیر پکڑنے والے اور جانور دبانے والے پر ضروری نہیں، ہاں اگر کسی وجہ سے چھری ایک سے زائد شخص ایک ساتھ پکڑ کر چلا رہے ہوں تو البتہ ان تمام چھری چلانے والوں پر بسم اللہ اللہ اکبر کہنا فرض ہوگا۔

قال فی الدر (مع الرد کتاب الذبائح: ۹/۴۳۸) وفیها أی: فی البزازیة - تشترط التسمیة من الذابح وفی آخر الأضحیة (۹/۴۸۲)

(۵۴) قربانی کا جانور غلطی سے قبلہ رخ نہیں کیا؟

جانور کو بوقتِ ذبح قبلہ رخ لٹانا سنتِ مؤکدہ ہے، قصداً شدید مجبوری کے بغیر قبلہ کے علاوہ کسی اور سمت کی طرف رخ کر کے ذبح کرنا مکروہ ہے، شدید مجبوری یا بھول جانے کی صورت میں مکروہ نہیں ہے۔

وقال فی الفتاوی الهندیة (کتاب الذبائح الباب الأول: ۵/۲۸۸): وقال فی بذل المجهود (کتاب الضحایا، باب ما یستحب فی الضحایا: ۴/۴۰) فی بیان ذبح أضحیته صلی الله علیه وسلم:

(۵۵) حالتِ جنابت میں جانور ذبح کرنا کیسا ہے؟

فقہاءِ کرام نے جہاں ذبح کرنے کی شرائط کا ذکر فرمایا ہے، وہاں ذبح کرنے والے کا جنابت سے پاک ہونا ذکر نہیں فرمایا، لہٰذا ذبح کرنے والے کا جنابت سے پاک ہونا ضروری نہیں ہے، اگر کسی شخص نے حالتِ جنابت میں بھی جانور ذبح کرلیا تو اس ذبیحہ کا کھانا حلال ہوگا۔

الفقه الإسلامي وأدلته للزحيلي (۴:۲۷۶۳)

(۵۶) قربانی کے جانور میں عقیقہ کا حصہ رکھنا کیسا ہے؟

قربانی کے بڑے جانور (گائے، بیل اور اونٹ وغیرہ) میں عقیقہ کا حصہ ڈالا جاسکتا ہے، اس سے اس جانور میں جتنے حصے قربانی کے ہیں وہ قربانی کے ہوں گے اور جتنے عقیقہ کے حصہ ہیں اتنے عقیقہ کے حصے ادا ہوجائیں گے، قربانی کے ساتھ عقیقہ کرتے ہوئے قربانی کی گائے وغیرہ میں لڑکے کے لیے دو حصے اور لڑکی کے لیے ایک حصہ رکھ لے، یہ مستحب ہے۔

(فتاوی شامی۔ ۶/ ۳۲۶، کتاب الاضحیۃ، ط: سعید)

(۵۷) حاملہ جانور کی قربانی کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جس جانور کے پیٹ میں بچّہ ہو (زندہ یا مردہ) اس کا ذبح کرنا جائز ہے البتہ جان بوجھ کر ولادت کے قریب جانور کو ذبح کرنا مکروہ ہے، اور اگر یہ جانور قربانی کا ہے تو ذبح کے بعد جو بچہ نکلے اس کو بھی ذبح کیا جائیگا، اس کا کھانا حلال ہے، اور اگر مردہ نکلے تو اس کا کھانا درست نہیں، اور اگر ذبح کرنے سے پہلے ہی مر گیا تو اس کا گوشت کھانا حرام ہے، اور اگر چاہیں تو اس کو بیچ کر دوسرے جانور خرید کر قربانی کرنا بھی جائز ہے لیکن ایسی صورت میں اگر دوسرے جانور کی قیمت پہلے جانور کی قیمت سے پہلے کم ہو تو اس زائد رقم کو صدقہ کردینا چاہے۔

(فتاویٰ عالمگیري: ۵/ ۲۸۷)

(۵۸) کیا بقرہ عید کی نماز سے پہلے کچھ نہیں کھانا چاہیے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ مبارکہ یہ تھی کہ آپ بقرہ عید کی نماز کے لئے جانے سے پہلے کچھ بھی تناول نہیں فرماتے تھے، بلکہ عید کی نماز پڑھنے کے بعد عیدگاہ سے واپس آکر اپنی قربانی کے جانور کی پکی ہوئی کلیجی کھاتے تھے۔ جیسا کہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیدالفطر کے لئے نہ نکلتے، جب تک کہ کچھ کھا نہ لیتے، اور بقرہ عید میں آپ کچھ کھائے بغیر جاتے، اور واپس آکر اپنی قربانی کی پکی ہوئی کلیجی کھاتے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ بقرہ عید کی نماز کے لئے جانے سے پہلے کچھ نہیں کھانا چاہیے، چاہے واپس آکر قربانی کرے یا نہ کرے۔ واضح رہے کہ بعض لوگوں میں جو یہ مشہور ہے کہ اس دن روزہ ہے کچھ نہیں کھانا چاہیے سو یہ بلکل بے بنیاد و بے اصل بات ہے۔

سنن الکبری للبیہقی: (۲۸۳/۳، ط: دائرۃ المعارف النظامیۃ، الهند)

تکبیر تشریق احکام ومسائل:

تشریق کسے کہتے ہیں؟

تشریق کے معنی ہیں گوشت کو دھوپ میں ڈالنا۔ چوں کہ ان دنوں میں قربانی کا گوشت سُکھایا جاتا ہے اس لیے دسویں تاریخ کے بعد ان تین دنوں کو ایامِ تشریق کہا جاتا ہے۔

ایام تشریق کتنے ہیں؟

ذوالحجہ کی گیارہویں، بارہویں، تیرہویں تین تاریخوں کو ایامِ تشریق کہتے ہیں۔ تکبیراتِ تشریق سے کیا مراد ہے؟ ایّامِ تشریق میں فرض نمازوں کے بعد تکبیریں کہی جاتی ہیں، انہیں تکبیراتِ تشریق کہتے ہیں۔ تکبیرات تشریق کا ثبوت تکبیرات تشریق شیوخ صحابہ رضی اللہ عنھم سے مروی ہیں؛

قال العلامة الكاسانی: اتفق شيوخ الصحابة نحو عمر و علی و عبد الله بن مسعود و عائشة رضی الله عنهم على البداية بصلاة الفجر من يوم عرفة و به اخذ علماؤنابدائع الصنائع : ۱ / ۴۵۸ ، فصل فی وجوب التكبير ايام التشريق قلت اما رواية ابن مسعود و علی ذكره محمد بن الحسن فی كتابه الاثار : ۴۲، برقم : ۲۰۸ و الحاكم فی المستدرك : ۲۹۹/۱ ، رقم: ۳۰۰، و اما رواية عمر فاخرجه الحاكم فی المستدرك : ۲۹۹/۱، فی كتاب العيدين:

تکبیر تشریق کا پس منظر:

کبیرِ تشریق کے پسِ منظر کے بارے میں محدثین کے نزدیک تو کوئی صراحت نہیں ملتی؛ البتہ فقہاء اِس کا پس منظر یہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدلہ میں جانور لے کر پہنچے، اور اُنہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اِس حال میں دیکھا کہ وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کی تیاری کررہے ہیں، تو اُن کو یہ خوف ہوا کہ اگر مجھ کو پہنچنے میں دیر ہوگئی، تو ہوسکتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل کو ذبح کرڈالیں؛ لہٰذا اُنہوں نے ابراہیم کو متنبہ کرنے کے لئے دور سے یہ الفاظ کہے الله أكبر الله أكبر ، جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو دیکھا تو آپ نے کہا: لا إله إلا الله و الله أكبر اور جب حضرت اسماعیل کو اِس کا علم ہوا کہ میرے بدلہ میں ذبح ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جانور بھیج دیا ہے، اور اَب مجھ کو نہیں ذبح ہونا ہے، تو اُنہوں نے کہا: الله أكبر و لِلّٰهِ الحمد و قد ذكر الفقهاء : أنه ماثورٌ عن الخليل عليه السلام ، و أصله أن جبرئيل عليه السلام لما جاء بالفداء خاف العجلة على إبراهيم ، فقال : الله أكبر الله أكبر ، فلما راٰه ابراهيم عليه السلام قال: لا إله إلا الله و الله أكبر ، فلما علم إسماعيل الفداء ، قال إسماعيل: الله أكبر و لله الحمد، كذا فی غاية البيان و كثير من الكتب و لم يثبت عند المحدثين كذا فی الفتح القدير البحر الرائق ، كتاب الصلاة ، باب العيدين : ۲،۱۶۵

تکبیراتِ تشریق کب سے کب تک واجب ہیں؟

یوم عرفہ، یوم نحر اور تین دن ایّامِ تشریق کے، کل پانچ دن کہی جاتی ہیں۔ یومِ عرفہ ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو اور یوم نحر دسویں تاریخ کو کہتے ہیں۔ نویں تاریخ کو نمازِ فجر کے بعد سے تکبیر شروع ہوتی ہے اور پھر ہر فرض نماز کے بعد تیرھویں تاریخ کی عصر تک تکبیر کہنا واجب ہے۔

تکبیرِ تشریق کیا ہے اور کتنی مرتبہ پڑھنی واجب ہے؟

تکبیرِ تشرق یہ ہے:

”الله أكبر الله أكبر، لا إله إلا الله والله أكبر الله أكبر ولله الحمد“ اور اسے ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھنا واجب ہے۔

تکبیراتِ تشریق کن کن پر ہیں؟

کبیرِ تشریق امام، مقتدی اور منفرد (تنہا نماز پڑھنے والا) عورت، مرد، مسافر، مقیم، شہر والوں اور گاؤں والوں سب پر واجب ہے، مرد زور سے پڑھے اور عورت آہستہ، دھیمی آواز میں پڑھے۔

تنبیہ: بہت سے لوگ اس میں غفلت کرتے ہیں، اس تکبیر کو پڑھتے نہیں یا آہستہ پڑھ لیتے ہیں، حالاں کہ اس کو درمیانہ طریقہ پر بلند آواز سے پڑھنا واجب ہے، اس کی اصلاح ضروری ہے۔

تکبیراتِ تشریق کے مسائل:

تکبیراتِ تشریق واجب سمجھ کر تین مرتبہ کہنا خلافِ سنت ہے؛ لیکن اگر واجب نہ سمجھیں؛ بلکہ ذکر مستحب کے طور پر تکبیرِ تشریق کئی مرتبہ دہرالیں تو اِس میں کوئی حرج نہیں ہے؛ بلکہ اِس میں اضافی ثواب الگ سے ملے گا۔

(۱) اگر امام نے یہ تکبیر نہ کہی ہو خواہ قصداً (جان بوجھ) خواہ بھول سے تو مقتدیوں کو پھر بھی تکبیر کہنا ضروری ہے۔

(۲) نماز کا سلام پھیرنے کے بعد جب تک قبلہ سے سینہ نہ پھیرا ہو اور نہ کوئی ایسا کام کیا ہو جس سے نماز کی بنا ممنوع ہو جاتی ہے، اس وقت تک یہ تکبیر کہنا ضروری ہے۔

(۳) نماز کے سلام کے بعد اگر کسی نے قہقہہ لگایا، یا عمداً (جان بوجھ) حدث کیا، یا کلام (بات چیت) کیا تو اب یہ تکبیر نہیں کہہ سکتا۔ البتہ اگر سلام کے بعد خود بخود حدث ہو گیا ہو تو یہ تکبیر کہہ لے کیوں کہ ان کے لیے وضو شرط نہیں ہے۔

(۴) مسبوق جس کی رکعت رہ گئی ہو وہ بھی اپنی رکعت پوری کرنے کے بعد یہ تکبیر کہے گا۔ لیکن اگر بھول کر امام کے ساتھ تکبیرِ تشریق کہہ لے تو بھی نماز ہو گئی اور لاحق جس کی رکعت امام کی اقتدا کرنے کے بعد رہ گئی ہو اس پر بھی یہ تکبیر واجب ہے۔

(۵) نماز فرض کے بعد فوراً تکبیرِ تشریق کہہ لینی چاہیے، اگر زیادہ وقفہ ہو جائے گا تو اُس کا وقت نکل جائے گا، اور اگر دعا مانگتے وقت یاد آجائے تو اُس وقت بھی پڑھ لینے سے واجب ادا جائے گا۔

(۶) عیدالاضحیٰ کی نماز کے بعد بالجہر تکبیرِ تشریق پڑھنا بالاتفاق ثابت اور جائز ہے۔

(۷) اَیامِ تشریق میں جمعہ کی نماز کے بعد بھی باآواز بلند تکبیرِ تشریق پڑھی جائے گی۔

(۸) عیدالفطر میں بھی تکبیر کی کثرت کا حکم ہے؛ لیکن اس کو آہستہ پڑھا جائے گا۔

(۹) اگر مسجد میں یاد آیا تو کہہ دے اور اگر مسجد سے باہر نکل چکا تو نہ کہے اور آئندہ کے لیے خیال رکھے اور استغفار بھی پڑھ لے۔

(۱۰) جن دنوں میں یہ تکبیر کہی جاتی ہے اگر ان دنوں کی کوئی نماز رہ گئی ہو اب اگر اس کی قضا اسی سال کے ان ہی دنوں میں کی جائے گی تب تو یہ تکبیر کہی جائے گی ورنہ نہیں۔ مثلاً: نویں تاریخ کی نماز کی قضا اسی سال کی دسویں کو کی جائے تو تکبیر بھی نماز کے بعد کہی جائے، اور اگر اس کی قضا ان دنوں کے گزرنے کے بعد یا اگلے سال کے ان ہی دنوں میں کی جائے، اسی طرح ان دنوں سے پہلے کی قضا نماز اگر ان دنوں میں پڑھے تو یہ تکبیر نہ کہے۔

عیدالاضحیٰ کے مسنون و مستحب اعمال:

(۱) مسواک سے منھ صاف کرنا (۲) غسل کرنا (۳) عمدہ کپڑے پہننا یعنی اپنے پاس موجود کپڑوں میں سے سب سے بہتر کپڑا پہننا۔ نیا کپڑا پہننا ضروری نہیں ہے۔ (۴) خوشبو لگانا۔ (۵) نمازِ عید عیدگاہ میں ادا کرنا۔ (۶) بقرعید کے دن، عید کی نماز سے پہلے کچھ بھی نہیں کھانا چاہیئے (بلکہ اس دن سب سے پہلی چیز جو انسان کے شکم میں جانی چاہیئے وہ قربانی کا گوشت ہونا چاہیئے) ہاں، عیدالفطر کے دن عید کی نماز کے لیے جانے سے پہلے طاق عدد کھجوریں یا کوئی بھی میٹھی چیز کھانی چاہیئے (۷) عیدگاہ جلدی جانا۔ (۸) عیدگاہ پیدل جانا۔ (۹) بقرعید کے دن عیدگاہ جاتے ہوئے آواز کے ساتھ تکبیر کہنا اور عیدالفطر کے دن عیدگاہ جاتے ہوئے آہستہ تکبیر کہنا۔ (۱۰) ایک راستے سے عیدگاہ جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا (۱۱) عید کی دو رکعت واجب نماز چھ زائد تکبیرات کے ساتھ بغیر اذان و اقامت پڑھنا۔ (۱۲) نمازِ عید کے بعد بیٹھے رہنا اور خطبہ سننا۔ خطبہ کے لئے بیٹھے رہنا سنتِ مؤکدہ ہے۔ (۱۳) خطبہ کے دوران خاموش رہنا اور خطبہ بغور سننا واجب ہے۔ (۱۴) عیدگاہ میں نمازِ عید سے پہلے یا بعد میں کوئی بھی نفل نماز پڑھنا ممنوع ہے۔ (۱۵) عیدین کی راتوں میں جاگنا اور عبادت کرنا۔ عیدین کی راتوں میں جاگنے والے کا دل اس دن زندہ رہے گا، جس دن سارے دل مردہ ہو جائیں گے۔